نظر کوئی مفاد ہو لیکن یہ نہ بھولیں کہ اس کے نقصانات سے وہ خود بچ سکیں گے' لہذا اب بھی وقت ہے کہ وہ ایسے اقدامات کرنے سے اجتناب کریں جن سے معاشرہ تباہ ہو جائے اور اس کا اخلاقی جنازہ نکل جائے۔ اگر وہ نیکی نہیں کر سکتے تو برائی سے اجتناب کریں۔

بقیہ حکیم عبدالرحیم اشرف

کالج کی بنیاد ڈالی۔ جس میں ملت کے علماء و طلباء فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ اور آپ کا یہ ادارہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ و جامعہ طبیہ کالج علم و ادب میں ہمیشہ بلند مقام کا حامل رہے گا۔

حکیم صاحب کے انتقال سے ایک دور ختم ہوگیا۔ بڑی خوبیوں کے حامل انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بقیہ عہد نامہ قدیم

بندے حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی کیونکہ اصل یہودہ کی پیش کردہ یہ "تورات" وقت کے طوفان کے سامنے اپنا وجود کھو بیٹھی ہے ...... یہ درست ہے کہ آج بھی اس کے بعض مقامات الہامی محسوس ہوتے ہیں (مثلا دیکھئے ... استثناء ب نمبر ۲۷ فقرات نمبر ۲۷ - ۱۵) لیکن جب ان میں تحریفات کی آمیزش بھی ہو جائے تو وہ کتاب ہماری روحانی و اخلاقی اور تہذیبی و ثقافتی اقدار کی حفاظت سے قاصر ہو جاتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ ہمیں حق بات کہنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے نیز ہمارے دلوں کو تعصب سے پاک کرے تاکہ میزان عدل بے توازن نہ ہو جائے آمین!

وما علینا الا البلاغ۔

دوہرا معیار' باعث تباہی

تحریر:۔ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب
نشاط آباد فیصل آباد

الحمدلله رب العالمین والصلو ة والسلام علی سید المرسلین و بعد اعوذ بالله من الشیطان الرجیم' بسم الله الرحمن الرحیم

ویل للمطففین الزین اذا اکتالواعلی الناس یستوفون- واذا کالوھم اووزنوہم یخسرون- الایظن اولئک انھم مبعوثون- لیوم عظیم- یوم یقوم الناس لرب العالمین (المطففین آیات 1 تا 2-)

ان لوگوں کی خرابی ہو گی جو (ماپ تول میں) کمی کرتے ہیں جب وہ لوگوں سے ماپ کریں تو پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیں تو کم دیتے ہیں کیا ان لوگوں کو یقین نہیں کہ وہ (مرکر پھر) ایک بڑے (ہولناک) دن کیلئے اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ سارے جہان کے مالک کے سامنے (اپنے اعمال کا حساب دینے کو) کھڑے ہونگے۔

اگرچہ یہ آیات اپنے معنی اور شان نزول کے اعتبار سے صالح معاشرے کے فساد و بگاڑ کا سبب بننے والی ایک گھناؤنی برائی (ناپ و تول میں کمی و بیشی) کے حرام ہونے تک وضاحت سے بیان کر رہی ہیں اور ایسے قبیح عمل کے مرتکب کو جہنم کی وعید شدید سنا رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان آیات میں دوہرے معیار کی قباحت کو بھی بیان فرما دیا گیا ہے لھذا صرف ناپ و تول کی معاملے میں ہی نہیں بلکہ ہر معاملے میں
لینے کے پیمانے اور دینے کے اور "شریعت کی نگاہ میں قطعاً ناپسندہ ہے"

ہم قرآن و حدیث اور تاریخ اسلامی کے واقعات سے دوہرے معیار کی خرابی اور تباہی کو

بیان کیے جاتے ہیں۔

قرآن کریم نے دوہرے معیار کو ختم کیا۔

ہر حاجی کو ۹۔ذوالحجہ کے دن عرفات جا اور وہاں وقوف کر کے واپس آنا ضروری ہے لیکن عرفات چونکہ حرم سے باہر ہے اس لئے قریش مکہ عرفات تک نہ جاتے تھے۔ بلکہ مزدلفہ سے ہی لوٹ آتے تھے اس دوہرے معیار کو قرآن کریم یوں ختم کرتا ہے کہ "ثم افیضوامن حیث افاض الناس" (البقرہ۔۱۹۹) پھر تم اسی مقام سے لوٹو جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں۔

زنا بھی دوہرا معیار ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ "ائذن لی بالزنا" مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ حاضرین اس کی اس بیباکی کو دیکھ کر جھڑکنے لگے اور کہنے لگے۔ رک جا منہ بند کر۔ لیکن مرشد کامل ﷺ نے اسے محبت سے اپنے قریب بلایا جب وہ قریب ہو گیا تو اسے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا تو فرمایا جس امر کی تم نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کیا تم اسے اپنی ماں کیلئے پسند کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا لا واللہ جعلنی اللہ فداک" اللہ کی قسم ہرگز نہیں۔ میں آپ پر قربان جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کیلئے یہ پسند نہیں کرتے۔ پھر دریافت کیا "اتحبہ لابنتک" کیا تم یہی کام اپنی بیٹی کیلئے پسند کرتے ہو۔ بولا میں قربان جاؤں ہرگز نہیں قسم اللہ تعالیٰ کی ہرگز نہیں۔ تو آپ نے فرمایا "ولا الناس یحبونہ لبناتھم" ایسے ہی دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کیلئے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کیا اپنی بہن کیلئے تم پسند کرتے ہو؟ عرض کی اللہ کی قسم ہرگز نہیں۔ میں آپ پر قربان جاؤں۔ فرمایا اسی طرح

دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کیلئے پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح پھوپھی خالہ کے متعلق اس سے استفسار فرمایا۔ اور اس نے وہی جواب دیا۔ اس حکیمانہ اور شفقت بھرے انداز سے اس کے سامنے اس فعل کی قباحت کو بے نقاب کر کے رکھ دیا۔ اور شاید ان سطور کو جو بھی پڑھے گا اس پر اس کی قباحت بالکل آشکارا ہو جائے گی۔

اس کے بعد اپنا دست رحمت اس کے سر پر رکھا اور دعا فرمائی:۔

"اللھم اغفر ذنبہ وطھر قلبہ وحصن فرجہ"

اے میرے اللہ! اس کا گناہ بخش دے۔ اس کا دل پاک کر دے اور اس کو بدکاری سے بچا۔ راوی کہتا ہے اس کے بعد اس شخص نے پھر کبھی اس فعل کے ارتکاب کا تصور تک بھی نہ کیا۔ (مسند احمد ۲۵۶/۵، ۲۵۷، ابن کثیر ۶۹/۵، ۷۰)

دوہرا معیار اور قوموں کی تباہی

گذشتہ اقوام کو دوہرے معیار نے کس طرح ہلاکت میں ڈالا۔ اس سلسلے میں حدیث نبویؐ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کو بنو مخزوم کی ایک عورت کے بارے میں بڑی فکر دامنگیر ہوئی۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے کون سفارش کرے تو سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے محبوب خاص اسامہ بن زید کے سوا کسی کو دم مارنے کی جرءت نہیں۔ چنانچہ اسامہؓ نے آپ سے سفارش کی تو آپ نے فرمایا "اتشفع فی حدمن حدود اللہ"؟ کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے ایک حد کے بارہ میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ جب ان میں کوئی شریف اور معزز آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کا مرتکب ہوتا تو اسکو حد لگا دیتے "وایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد

سرقت لقطعت یدھا" اللہ کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی اس گناہ کا ارتکاب کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری مسلم)

صحابہ کرام نے دوہرا معیار نہیں اپنایا:

اسی طرح منصف اعظم ﷺ کے اصحاب وتابعین نے بھی دوہرے معیار کو برداشت نہیں کیا۔ تاریخ میں اس کی شاندار مثال فاروق اعظمؓ کا وہ واقعہ ہے جو جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ (جو شاہان آل جفنہ کے سلسلہ کی اہم کڑی تھا) پیش آیا' وہ قبیلہ عک و غسان کے پانچسو افراد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا' جب وہ مدینہ میں داخل ہوا تو کوئی دوشیزہ اور پردہ نشین عورت ایسی نہ تھی جو اس کو اور اس کے زرق برق لباس کو دیکھنے کیلئے نہ نکل آئی ہو اور جب حضرت عمرؓ حج کیلئے تشریف لے گئے تو جبلہ بھی ساتھ گیا وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ بنی فزارہ کے ایک شخص کا پاؤں اسکے لٹکتے ہوئے' تہبند کی کور پر پڑ گیا اور وہ کھل گیا' جبلہ نے ہاتھ اٹھایا اور فزاری کی ناک پر زور کا تھپڑ مارا۔ فزاری نے حضرت عمرؓ کے ہاں نالش کی۔ امیرالمومنین نے جبلہ کو بلا بھیجا۔ وہ جب آیا تو اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ ہاں امیرالمومنین اس نے میرا تہبند کھولنا چاہا تھا۔ اگر کعبہ کا احترام مانع نہ ہوتا تو میں اس کی پیشانی پر تلوار کا وار کرتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے اقرار کرلیا اب یا تو اس شخص کو راضی کرلو ورنہ میں قصاص لوں گا۔ جبلہ نے کہا کہ آپ میرے ساتھ کیا کریں گے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس سے کہوں گا کہ تمھاری ناک پر ویسے ہی ضرب لگائے جیسی تم نے اس کی ناک پر لگائی۔ جبلہ نے حیرت و استعجاب سے کہا کہ امیرالمومنین! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ ایک عام آدمی ہے اور میں اپنے علاقہ اور قوم کا تاجدار ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسلام نے تم کو اور اس کو برابر کر دیا۔ اب سوائے تقویٰ کے کسی اور چیز کی بنیاد پر تم اس سے افضل نہیں ہو سکتے۔ جبلہ نے کہا کہ میرا خیال تھا کہ میں اسلام قبول کر کے جاہلیت کے مقابلہ میں زیادہ باعزت و بااختیار

ہو جاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ یہ باتیں چھوڑو یا تو اس شخص کو راضی کرو ورنہ قصاص کیلئے تیار ہو جاؤ۔

جبلہ نے جب حضرت عمرؓ کے یہ تیور دیکھے تو عرض کیا کہ مجھے آج رات غور کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس کی درخواست منظور کی۔ رات کے سناٹے اور لوگوں کی لاعلمی میں جبلہ اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو لے کر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ صبح مکہ میں اس کا پتہ و نشان نہ تھا۔ ایک زمانہ کے بعد جب جثامہ بن مساحق کنانی سے جو اس کے دربار میں شریک ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے شاہانہ کروفر کے حالات سنے تو صرف یہ فرمایا "وہ محروم رہا۔ آخرت کے بدلہ میں دنیا خریدلی' اس کی تجارت کھوٹی رہی۔

(دستور حیات ابو الحسن ندوی ۴۳۷ بحوالہ فتوح البلدان بلاذری و تاریخ ابن خلدون)

اولاد کے درمیان دوہرا معیار والدین کیلئے پریشانی کا باعث

اگر والدین اپنی اولاد کے درمیان دوہرا معیار اپنائیں گے تو آخرت میں باز پرس کے علاوہ دنیا میں بھی انہیں اپنی اولاد کی طرف سے برابری کے طور پر حسن سلوک سے محروم ہونا پڑے گا۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میرے والد مجھے لئے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا..... اے اللہ کے رسولؐ ایک غلام میرے پاس تھا میں نے اس لڑکے کو بخش دیا (آپ کی گواہی مطلوب ہے) آپ نے پوچھا "کیا اپنے سب لڑکوں کو دیا ہے"؟

انہوں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اتقوا اللہ واعدلوا فی اولادکم۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری و مساوات کا معاملہ کرو۔"

میرے باپ گھر آئے اور اس صدقہ (غلام) کو واپس لے لیا۔

ایک دوسری روایت میں یہ ہے آپ نے فرمایا "فلا تشھدنی اذا فانی لا اشھد علی جور" "تو پھر تو مجھے گواہ مت بنا میں ظلم کا گواہ بنوں گا"۔

ایک تیسری روایت میں یہ ہے "آپ نے فرمایا: کیا تمھیں یہ بات پسند ہے کہ سب لڑکے تمھارے ساتھ اچھا سلوک کریں؟ میرے باپ نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: پھر ایسا مت کرو"۔ (بخاری مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا چاہیے ورنہ یہ جور و ظلم ہو گا' نیز اگر ایسا کیا گیا تو ان کے دل آپس میں پھٹیں گے اور جن بچوں کو نہیں دیا گیا ہے ان کے دل میں باپ کے خلاف نفرت پیدا ہو گی۔

بیویوں کے درمیان دوہرا معیار باعث عذاب:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا کانت عند الرجل امراتان فلم یعدل بینھما جاء یوم القیامۃ وشقہ ساقط (ترمذی) "جب آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے حقوق میں انصاف اور برابری نہ رکھی ہو تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہو گا۔"

وہ آدھے دھڑ کے ساتھ اس لئے آئے گا کہ اپنے آدھے حصہ کو دنیا میں کاٹ کر پھینک آیا تھا۔ پھر قیامت کے دن اس کے پاس پورا جسم کہاں سے ہو گا۔

علماء کرام دوہرا معیار اختیار نہ کریں ورنہ.....

صحیح حدیث میں ہے کہ "العلماء ورثۃ الانبیاء" (احمد' ترمذی ابو داود' ابن ماجہ' داری مشکوۃ صفحہ ۳۴

علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

انبیاء کرام کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہیں ہوتا تھا۔ وہ لوگوں کو جن اچھے کاموں کا حکم دیتے' تھے خود بھی کرتے۔ اور جن برائیوں سے روکتے' خود ان کا کبھی ارتکاب نہ کرتے۔ یہ ایک بہت عظیم الشان خوبی ہے۔

دیکھیے! حضرت شعیب علیہ السلام نے خود کو اپنے مشن میں صادق اور قوم کا سچا خیر خواہ ثابت کرنے کیلئے اسی خوبی کو بطور دلیل کے اپنی قوم کے سامنے پیش کیا اور فرمایا:۔

((وما اریدان اخالفکم الی ما انہاکم عنه ان اریدالا الاصلاح ماستطعت وما توفیقی الا باللہ علیه توکلت والیه انیب))

(سورہ ھود۸۸)

اور میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں' ان کا خود ارتکاب کروں۔ میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک بھی میرا بس چلے اور یہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

دعوت کے میدان میں حضرت شعیب علیہ السلام کتنے اچھے انداز میں اپنی قوم سے فرما رہے ہیں کہ اے میری قوم میرا عمل تو دیکھو کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ دولت جمع کرنے کے جن ناجائز ذرائع سے میں تمہیں روکتا ہوں۔ کبھی میں نے انہیں خود استعمال کیا ہو یا جس بات کے کرنے کا تمہیں حکم دیتا ہوں خود اس کی خلاف ورزی کی ہو۔ جب میرا عمل میرے ہر قول کی تصدیق کر رہا ہے تو پھر تمہیں میری خیر خواہی پر شک نہیں کرنا چاہیے۔

اس سے معلوم ہوا کہ داعی اور واعظ و مبلغ کے عمل کو اس کی وعظ و نصیحت میں بڑا دخل ہوتا ہے جس چیز پر واعظ خود عامل نہ ہو اسکی بات کا دوسروں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسا واعظ لوگوں کو دین سے متنفر کرنے کا سبب بنتا ہے۔

افسوس کہ بہت سے واعظ حضرات بھی دوہرے معیار کا شکار ہیں۔ دوسروں کو تو کہتے ہیں کہ جھوٹ نہ بولو۔ فریب نہ کرو' یتیموں کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ حرام خوری سے بچو' وعدہ خلافی نہ کرو اور لوگوں کے ساتھ برے طریقے سے پیش نہ آؤ.... مگر یہ سب قباحتیں ان کے اندر موجود ہیں گویا کہ

دیگران را نصیحت
خود میاں فضیحت

یہ علماء ربانی نہیں بلکہ علماء سوء ہیں جنہیں قرآن کریم یوں مخاطب کرتا ہے۔

"اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون" (البقرہ ۴۴)

تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کیلئے کہتے ہو' مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے۔ اگر علماء اس دوہرے معیار کو نہیں چھوڑیں گے تو پھر یاد رکھیں کہ جس طرح سیاست وغیرہ کے میدان میں ناکامیوں کا منہ دیکھ رہے ہیں اسی طرح یہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں ناکام رہیں گے اور دین کی تبلیغ و اشاعت کا جو فریضہ ان کے ذمہ ہے اس سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے۔

اب آخر میں صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ کی ایک حدیث پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس سے دوہرا معیار اپنانے والے علماء کا برا انجام کچھ اس طرح واضح ہوتا ہے۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی قیامت کے دن لایا جائے گا اور آگ میں پھینک دیا جائے گا تو اس کی انتڑیاں آگ میں نکل پڑیں گی۔ پھر اسے آگ میں اس طرح لیے پھرے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے ارد گرد پھرتا ہے تو دوسرے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہونگے اور پوچھیں گے　　ای فلان